# اَلدَّلَائِلُ الْقَاطِعَۃُ

# فِی رَدِّ مُجَلَّۃِ الدَّعْوَۃِ لِلْوُہَابِیَّۃِ

مصنّف عبدِ مصطفٰے غلام رضا

محمدُ محبّت علی قادری ابنِ محمدُ علی کھرل

الساکنے

گہنہ گڑھی تحصیل ننکانہ نزد سیدوالہ (ضلع)

---

از خُدّام سیّد السادات فخر الصلحاء پیرِ طریقت

رہبرِ شریعت سیّد اعجاز علی شاہ گیلانی زیب

سجّادہ آستانہ عالیہ حجرہ شاہ مقیم

marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : الدلائل القاطعہ
فی رد مجلۃ الدعوۃ للوھابیہ

مصنف : محمد محبت علی قادری کھرل

صفحات : ۳۵۷

بار اول مارچ ۱۹۹۶ء

تعداد : پانچ سو

کتابت : محمد اکرم معرفت ظفر دار الکتابت

مطبع : شیخ ہندی سٹریٹ داتا دربار لاہور

مطبع : الامان پرنٹنگ پریس اردو بازار لاہور

قیمت : مبلغ ۱۸۰/- روپے

marfat.com
Marfat.com

# باب دہم

اس میں چار فصلیں آئیں گی۔ فصل اوّل میں وہابیوں کے رسالہ مجلۃ الدعوۃ کی وہ عبارت پیش کی جائے گی جس میں انہوں نے صوفیاء کرام بالخصوص مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی شہرہ آفاق کتاب مثنوی کے متعلق بدزبانی وخبثِ قلبی کا اظہار کیا ہے۔ فصل دوم میں اس عبارت کا تنقیدی جائزہ لیا جائے گا۔ فصل سوم میں مثنوی کے محاسن وخصوصیات کا بیان ہوگا۔ فصل چہارم میں صاحبِ مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وشان کا بیان کیا جائے گا۔

فصل اوّل: وہابیوں کے مذکورہ رسالہ کی نازیبا ودل سوز عبارت کے بیان میں لکھتے ہیں۔ عربی زبان کے قرآن کا آغاز الحمد للہ سے فارسی قرآن کا آغاز ساز نگ ہے۔

مرزائیوں نے پنجابی نبی بنایا اور اس کذاب کو ظلی نبی کے نام سے موسوم کیا۔ اسی طرح قبر پرستوں نے بے شمار قبروں کو غلاف پہنا کر انہیں بوسے دے کر اور پھیرے لگا کر کعبہ کا مقابلہ کر ڈالا جبکہ حنفی مولویوں نے اپنی فقہ کی کتاب ہدایہ کو کالقرآن، قرآن جیسی کتاب کہہ ڈالا اور حنفی صوفیوں نے تو کمال کر دیا۔ انہوں نے اپنے آپ کو رب قرار دیا اور ایک صوفی کی شعروں میں لکھی ہوئی الل ٹپ کتاب کو فارسی زبان میں قرآن کہہ ڈالا۔

سبحان اللہ مولا کریم نے جو قرآن نازل کیا اس کا آغاز اس طرح ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور فارسی زبان میں جو قرآن ہے اس کا آغاز اس طرح ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بشنواز نے چوں حکایت می کند وز جدائیہا شکایت می کند۔

ترجمہ: بانسری سے سُن کیا بیان کرتی ہے اور جدائیوں کی کیا شکایت کرتی ہے۔

یعنی اس کا آغاز بانسری سے ہو رہا ہے کہ اے صوفی بانسری سُن کیوں کہ عشق کی آگ ہے جو بانسری میں لگی ہے۔ عشق کا جوش ہے جو شراب میں آیا ہے۔

بانسری پھر عشق کی آگ پھر عشق کا جوش پھر یہ جوش شراب میں آگیا ہے۔

جناب والا! یہ ہے فارسی قرآن اسے پڑھیے اس پر عمل کیجئے جدائیاں ختم کیجئے۔ بانسری کی آواز پہ دھیان دے کر ایک ہو جائیے وحدۃ الوجود کے نظریئے کا مزہ لیجئے یعنی اللہ میں گم ہو جائیے اور وہاں تو کوئی کیا گم ہو گا البتہ یہ سارے کام کر کے تقدس کے پردے تلے انسانی وجودوں کی وحدت جو شر پھیلائے ہوئے ہے وہ منظر درباروں کی دنیا میں اپنے جوبن پر ہے۔

(شکر اور تصوف) مولانا رومی کہتے ہیں چونکہ شکر کی تاثیر پوشیدہ رہتی ہے چند دن بعد قابلِ نشتر پھوڑا پیدا کر دیتی ہے۔ یہ شعر پڑھ کر میں سوچ رہا تھا کہ پاک پتن میں بھی ایک بزرگ بابا فرید ہیں جنہیں گنج شکر یعنی شکر کے خزانے دینے والا کہا جاتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ تصوف کی شکر کھا کر پوری قوم پھوڑوں کے روگ میں مبتلا ہے اب ان پھوڑوں کا پھوڑنا ضروری ہے۔ یہ محض اللہ کی توفیق ہے کہ ہم کتاب وسنت کے نشتر سے ان پھوڑوں کا آپریشن کر رہے ہیں۔ ہمارے اس عمل سے ہمارے کئی بھائی ناراض ہیں۔ ان کی ناراضگی اپنی جگہ مگر صحت کے لیے اس نشتر کے بغیر چارہ نہیں ہے۔

تصوف کی شکر نے جو سب سے بڑا پھوڑا پیدا کیا وہ وحدۃ الوجود ہے۔

سب صوفی اسی کے قائل تھے۔ مولانا رومی بھی اسی کے علمبردار تھے چنانچہ وہ اپنے مرشد شمس تبریز کی شان میں جو جو کہتے ہیں اور پھر ان کی جدائی میں جو جو ارشاد

marfat.com
Marfat.com

فرماتے ہیں اس میں وحدۃ الوجود کی پیپ نظر آتی ہے نہیں تو ملاحظہ ہو۔

شمس تبریزی جو مکمل نور ہے سورج ہے اور حق کے نوروں میں سے ہے وہ سورج جس سے یہ سارا عالم روشن ہے اگر تھوڑا سا آگے آجائے تو سب کو جلا دے تاکہ دنیا کی جان کا دل تباہ نہ ہو اب ہونٹ سی لے اور آنکھیں بند کر لے فتنہ و فساد اور تباہی کی کوشش نہ کر اور اس سے زیادہ شمس تبریز کے بارے میں جستجو نہ کر۔

مولانا روم نے اپنے مرشد کو مکمل نور کہا پھر اللہ کے نوروں میں سے نور کہا پھر کہا کہ یہ وہی سورج ہے جس سے سارا جہان روشن ہے۔ اگر یہ تھوڑا سا آگے آجائے تو سب کو جلا دے۔ یعنی رومی صاحب سمجھا رہے ہیں کہ ہے تو یہ اللہ لیکن چونکہ میں ایسی بات کہہ نہیں سکتا کیوں کہ اگر کہہ دوں تو فتنہ و فساد اور تباہی کا ڈر ہے لہذا میں نے اپنے ہونٹ سی لیے ہیں اور آنکھیں بند کر لی ہیں اور شمس تبریز کے بارے میں جستجو نہ کرنے کا عزم کر لیا ہے کیونکہ اس کی جستجو کیا کروں جو زمین پر چلتا پھرتا خدا دکھائی دیتا ہے تو یہ ہے وحدۃ الوجود کا گند جو مولانا روم کی مثنوی میں بھرا پڑا ہے۔

یہاں تک جو عبارت لکھی جا چکی ہے یہ وہابیوں کے رسالہ مجلۃ الدعوۃ شمارہ جون ۱۹۹۵ء کے صفحہ پر موجود ہے۔

فصل دوم: مذکورہ عبارت پر تنقیدی جائزہ میں۔

وہابیوں کے مذکورہ رسالہ پر موٹے الفاظ میں یہ سرخی دی گئی ہے۔

(قرآن کا آغاز الحمد للہ سے فارسی قرآن کا سارنگی سے) از جانب گدائے اولیاء

واضح ہو کہ اس تحریر میں ان کا مقصد ان حضرات کو اپنی تنقید و بدزبانی کا نشانہ بنانا ہے جو مصنف مثنوی معنوی حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

Marfat.com

کو عزت و قدر کی نظروں سے دیکھتے ہیں، اور آپ کی شہرہ آفاق کتاب مثنوی معنوی پر نیک اعتقاد رکھتے ہیں اور مثنوی و صاحب مثنوی کو گستاخوں اور بدکلامیوں کی زد میں لانا ہے لہٰذا اسی مقصد کی تکمیل کے لیے مثنوی مولانا روم کا قرآن پاک سے تقابل کر کے بتا رہے ہیں کہ اس کا آغاز تو سارنگی سے ہو رہا ہے حالانکہ یہ ان وہابیوں کی کذب بیانی و خیانت ہے کیونکہ جو حضرات مثنوی سے پوری طرح واقف ہیں وہ اس بات کی تصدیق کریں گے کہ صاحب مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے شروع کتاب میں خطبہ لکھا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وسلم کے لیے درود و سلام لکھا ہے۔ پھر دیباچہ کتاب میں آیاتِ قرآنی کو لکھا ہے اور اسی دیباچہ کے آخر میں لکھتے ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔ بعدازیں آغاز فارسی کلام سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط کو لکھا پھر اس شعر سے بشنو از نے حکایت میکند سے فارسی کلام کا آغاز کیا ہے۔

اس شعر میں جو لفظ 'نے' ہے جس سے مراد وہابی سارنگی لے رہے ہیں اس کے متعلق تو انشاء اللہ تعالیٰ آگے بیان کیا جائے گا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ اب وہابیوں کے اس قول کا رد کیا جاتا ہے جو انہوں نے کہا ہے حنفیوں نے مثنوی کو فارسی قرآن کہا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ مثنوی مولانا روم کا مقام و مرتبہ اپنی جگہ مگر کوئی بھی مسلمان اسے قرآن کے برابر یا ہم مرتبہ ہرگز نہیں سمجھتا اس لیے کہ سب اہلِ ایمان کا عقیدہ ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم

marfat.com
Marfat.com

ازلی ہے' اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں جبکہ اور کسی کا کلام بھی ان اوصاف سے موصوف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے علاوہ سب کلام حادث و مخلوق ہیں پھر قرآن پاک کے ساتھ مثنوی کس طرح برابر ہو گئی؟ نیز اگر بقول وہابیہ مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حسنِ اعتقاد رکھنے والے اسے بھی قرآن کا ہم پلہ و ہم مرتبہ سمجھتے ہوں تو پھر انہیں چاہیے تھا کہ حلت و حرمت کو ثابت کرنے کے لیے جائز و ناجائز کو ثابت کرنے کے لیے اور کسی عمل پر ثواب و عقاب کو ثابت کرنے کے لیے یا احکام شرعیہ کے استنباط و استخراج کے لیے قرآن مجید کی طرح مثنوی مولانا روم سے بھی دلائل پیش کرتے اور انہیں حجت شرعی جانتے اور اس سے ثابت شدہ احکام و عقائد کے انکاری پر فتوے کفر دیتے مگر ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اگر کوئی مثال یا ثبوت ہوتا تو مجلۃ الدعوۃ والے وہابی اسے پیش کرتے بلکہ اہلِ سنت والجماعت کا تو عقیدہ ہے کہ سب کلاموں سے افضل و اعلیٰ اور بہتر کلام الٰہی ہے اور اس کا مرتبہ و منزلت اور رفعت و فوقیت کلام خلق پر ایسی ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا مرتبہ و منزلت مخلوق پر جیسے کہ حدیث شریف میں ہے۔

## کلام اللہ کی فضیلت سب کلاموں پر ایسی ہی ہے جیسی اللہ کی مخلوق پر

وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت سب کلاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

کی عظمت مخلوق پر۔

مشکوۃ کتاب فضائل القرآن میں اسے ترمذی داری بیہقی کے حوالہ سے لکھا ہے۔ اسی طرح بخاری جلد ثانی کتاب الاعتصام میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں حدیث منقول ہے۔

اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ اَحْسَنَ الْھُدٰی ھُدٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

بلاشبہ سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

اس وضاحت کے بعد کہ کوئی مسلمان مثنوی مولانا روم کو قرآن مجید کے برابر نہیں سمجھتا۔ اب یہ بیان ہوگا کہ اگر لوگ مثنوی کو فارسی زبان کا قرآن کہتے ہیں تو ان کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ معاذاللہ یہ قرآن پاک کے ہم مرتبہ ہے بلکہ اسے یوں سمجھیں کہ کسی چیز کے نام یا صفت کا اطلاق دوسری چیز پر تین طرح سے ہوتا ہے (۱) تشبیہاً (۲) استعارۃً (۳) مجازاً

ان تینوں کی تعریف:

| تشبیہ | استعارہ | مجاز |
| --- | --- | --- |
| مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان کوئی معنی مشترک ہو۔ | وہ لفظ جو اس معنی میں استعمال ہو، جو اس کے معنی اصلی کے مشابہ ہو۔ | وہ کلمہ جو اپنے معنی موضوع لَہٗ کے علاوہ میں استعمال ہو۔ |

تعریف کے بعد یہ جاننا چاہیئے کہ مشبہ اسے کہتے ہیں جسے دوسرے سے

marfat.com
Marfat.com

تشبیہ دی جائے تو جس کے ساتھ تشبیہ دی جائے اسے مشبہ بہ کہتے ہیں۔ مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان جو معنی مشترک ہے اسے مشبہ بہ میں اقویٰ ہونا چاہیے تب ہی اس تشبیہ سے مشبہ کی مدح ہو سکتی ہے۔

استعارہ کا لغوی معنی یہ ہے کہ کسی چیز کو بطور ادھار لینا اور اصطلاحی معنی یہ کہ ایک چیز کے معنی اصلی کا دوسری چیز پر بطور تشبیہ اطلاق کرنا۔

استعارہ میں بعض علماء کے نزدیک تشبیہ میں مبالغہ ہونا شرط ہے اور بعض کے نزدیک احسن ہے۔

مجاز یہ حقیقت کے بالمقابل ہے اس کا استعمال تب جائز ہے جبکہ معنی حقیقی کا استعمال متعذر ہو۔

اس تمہید کو سمجھنے کے بعد اب دیکھیں کہ جو حضرات مثنوی مولانا روم کو فارسی زبان کا قرآن کہتے ہیں تو یہ کہنا ان کا یا تو تشبیہاً ہوگا اگر تشبیہاً ہو تو اس صورت میں مشبہ اور مشبہ بہ کو تشبیہ کے لیے تمام معانی میں برابر و مشترک ہونا شرط نہیں بلکہ ایک معنی میں مشترک ہونا کافی ہے اور وہ بھی مشبہ بہ میں اقویٰ ہونا چاہیئے تب ہی مشبہ کو مدح کا فائدہ حاصل ہوگا تو اس اعتبار سے مثنوی کو فارسی زبان کا قرآن کہنے سے مقصد اس کے محاسن کا اظہار کرنا ہوگا نہ کہ قرآن سے موازنہ۔ اگر اسے فارسی زبان کا قرآن کہنا "استعارۃً" ہو تو اس صورت میں مثنوی مستعار لہٗ اور قرآن مجید مستعار منہ ہوگا اور قرآن پاک کا طرزِ استدلال وطرزِ افہام اور طریقہ تخویف و تحذیر اور طریقہ تشویق و ترغیب وغیرہ مستعار ہوں گے اور مذکورہ کمالات و محاسن سے تشبیہ دینا استعارہ کہلائے گا تو یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ استعارہ میں تشبیہ کے لیے مبالغہ بعض علماء کے نزدیک شرط اور بعض کے نزدیک احسن تو اس اعتبار

marfat.com

Marfat.com

سے بھی اگر مثنوی مولانا روم کو استعارۃً فارسی زبان کا قرآن کہا جاتا ہے تو یہی مطلب ہوگا کہ مثنوی کو مستعار لہٗ سمجھ کر اس کے محاسن و کمالات کا اظہار کیا گیا ہے نہ کہ قرآن پاک سے تقابل و برابری۔

اسی طرح اگر مثنوی مولانا روم کو فارسی زبان کا قرآن کہنا مجازاً ہو تو اس میں بھی کوئی قباحت نہیں اس لیے کہ ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ بعض اسماء وصفات کا حق تعالیٰ پر بھی اطلاق ہوتا ہے اور مخلوق پر بھی لیکن حق تعالیٰ پر ان کا اطلاق ذاتی و حقیقی اور وجوبی طور پر ہے اور مخلوق پر عطائی و مجازی اور حدوث کے طور پر ہے۔

(۲) ان وہابیوں کا یہ کہنا کہ مرزائیوں نے پنجابی نبی بنایا اور اس کذاب کو ظلی نبی کے نام سے موسوم کیا اسی طرح قبر پرستوں نے بے شمار قبروں کو غلاف پہنا کر انہیں بوسے دے کر اور پھیرے لگا کر کعبہ کا مقابلہ کر ڈالا جبکہ حنفی مولویوں نے اپنی فقہ کی کتاب ہدایہ کو کالقرآن - قرآن جیسی کتاب کہہ ڈالا اور حنفی صوفیوں نے تو کمال کر دیا۔ انہوں نے اپنے آپ کو رب قرار دیا۔

(از جانب گدائے اولیاء)

اس مذکورہ عبارت پر شرارت میں وہابیوں نے اہل سنت وجماعت کو اس عمل کی بنا پر کہ یہ مزارات پر جاتے ہیں اور وہاں چادریں چڑھاتے ہیں اور بوسے دیتے ہیں، مرزائیوں سے تشبیہ دی ہے اور یہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے قبور پر غلاف چڑھا کر اور بوسے دے کر کعبہ کا مقابلہ کر ڈالا ہے۔ میں ان وہابیوں سے کہتا ہوں کہ مزارات پر چادریں چڑھانے والے اور بوسے دینے والے سنی حضرات کو مرزائیوں سے تشبیہ دینا حقیقت کے مطابق نہیں بلکہ حقیقت کے مطابق تو یہ ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کو مرزائیوں سے تشبیہ

marfat.com
Marfat.com

دی جائے اس لیے کہ مرزائیوں نے مرزا کذاب و مکار کو نبی کہا اور انہوں نے نعوذ باللہ مِنْ ذَالِکَ الْکُفْرِ کروڑوں محمد کا پیدا ہونا ممکن کہا جیسا کہ طائفہ وہابیہ و دیوبندیہ کے مشترکہ امام اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا ہے۔

اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی و جن اور فرشتے جبرائیل اور محمدؐ کے برابر پیدا کر ڈالے۔

اس مذکورہ عبارت پر غور کریں تو واضح ہو گا کہ درحقیقت امام النجدیہ نے قرآن پاک کو جھوٹا ہونا ممکن کہا ہے اس لیے کہ حضور سید الانبیاء کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کہا ہے ملاحظہ ہو۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

## تمام اہلِ ایمان کا عقیدہ ہے کہ مثلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا محال ہے

مخفی نہ رہنا چاہیے کہ تمام اہل ایمان اولین و آخرین متقدمین و متأخرین کا یہ عقیدہ مسلمہ ہے کہ مثلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا محال ہے مگر امام النجدیہ کروڑوں محمد پیدا ہونے کے امکان کے قائل ہیں اس لیے کہ بدون اس کے ان کی توحید ہی مکمل نہیں ہوتی کیونکہ ان کے نزدیک توہینِ

marfat.com
Marfat.com